ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنہ — چندہ سالانہ دو روپیہ

جلد ۸	۱۵ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء	ایڈیٹر قاضی عبدالغفار	۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۹ ہجری	نمبر ۲

کچھ اپنی باتیں

زبان کے مسئلہ میں امن اور دوستی کا اشارہ

ہند کے گورنر جنرل شری راجگوپال چاری نے حیدرآباد میں اگروال ہائی اسکول کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا کہ۔

,,یاد رہے کہ اس ادارہ کے ساتھ میرا نام رہیگا۔ اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جس سے ہندی اور اردو کا قضیہ کھڑا ہوجائے۔ ہندی دودھ دیتی ہے اور اردو بھی دودھ دیتی ہے۔ دونوں کے دودھ میں خوبیاں ہیں۔ بھینس کے دودھ میں چربی زیادہ ہے تو گائے کے دودھ میں شکر زیادہ ہے ایک کا ذائقہ زیادہ ہے تو دوسرا جسم کو بڑھاتا ہے۔ مگر ہندی اردو میں تو اتنا بھی فرق نہیں جتنا کہ گائے اور بھینس کے دودھ میں...... اس سنگ بنیاد کو جنگ کی بنیاد نہ بناؤ بلکہ اسے امن اور دوستی کا نمونہ بناؤ۔ میں نے زیادہ تقریر نہیں کی لیکن حقیقت میں بہت کچھ کہہ دیا ہے،،

سچی بات یہ ہے کہ راجہ جی نے زبان کے مسئلہ کی نبض پر انگلی رکھ کر ان جھگڑے کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے جو ہمارے ملک کی بدنامی کا باعث ہو رہی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے رزولیوشن کو پوری طرح غور کے ساتھ پڑھا اور سمجھا جائے اور یہ بات ٹھیک ٹھیک سمجھ میں آجائے کہ اسمبلی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ملک کی ,,سرکاری،، زبان ہندی ہوگی، اور وہ بھی ایسی ہندی جو ملک کی تمام زبانوں سے ضروری الفاظ اور اصطلاحیں لیکر انہیں اپنے میں شامل کرے۔ اگر صحیح طور پر اس رزولیوشن پر عمل کیا گیا تو بلا شبہ جو زبان ہندی کے نام سے سرکاری زبان ہوگی اس میں اور مہاتما گاندھی کی ,,ہندوستانی،، میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی رزولیوشن میں صاف ہے کہ فیصلہ صرف ,,سرکاری،، زبان کے متعلق کیا گیا ہے۔ قومی زبان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ اس لئے جو لوگ اس وقت ,,سرکاری،، زبان کا ,,قومی زبان،، کے نام سے ذکر کر رہے ہیں وہ یا تو خود دھوکہ میں ہیں

یا دوسروں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ قدرتی طور پر قومی زبان تو وہی ہوگی جو ملک کے تمام حصوں میں بولی اور سمجھی جاسکے۔ ایسی زبان رفتہ رفتہ بنا کرتی ہے اور ملک کی مختلف زبانوں سے مل جل کر ہی بنا کرتی ہے۔ یہہ عمل جاری ہے۔ آردو اور اُس کی آسان صورت ”ہندوستانی“ کے لئے بھی یہہ میدان کھلا ہوا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سنسکرت سے لدی ہوئی ہندی کے مقابلہ میں مختلف صوبوں کے عوام یقیناً آپس کے تعلقات قائم رکھنے کے لئے ایسی ہی زبان کو پسند کرینگے جو ملک کی دوسری زبانوں کے میل ملاپ سے بنی ہو۔ یہہ خوبی جس زبان میں سب سے زیادہ ہوگی وہی عوامی اور قومی زبان بن سکیگی۔ اس لئے اسمبلی کے رزولیوشن سے یہہ دروازہ بند نہیں ہوتا اور آردو اور ہندوستانی کے حامیوں کے لئے بھی موقعہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو قومی اور عوامی زبان کے سانچہ میں ڈھالیں۔

شری راجگوپال اچاری نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ اب یہہ وقت آردو ہندی کا جھگڑا اٹھانے کا نہیں ہے۔ ہندی اُن شرایط کے ساتھ جن کا رزولیوشن میں ذکر ہے اب ہماری ”سرکاری“ زبان ہے اور اس حیثیت سے آردو زبان بولنے والوں کو بھی بغیر کسی تعصب کے اوسے سیکھنا چاہئے۔ لیکن ہمیں ”قومی“ زبان کے میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہنا چاہئیے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری زبان میں ”قومی“ اور عوامی زبان بننے کی کافی صلاحیت موجود ہے۔ اُس کی پیدایش بھی عوامی حیثیت سے ہوئی ہے اور اُس کی پرورش بھی عوام ہی نے کی ہے۔

ایک عجیب انکشاف

ہندی ساہتیہ سمیلن کے صدر شری چندربلی پانڈے نے اپنے عہدہ کی ذمہ داری کو بھول کر ایک ایسی بات فرمائی جس کو ثابت کرنے کے لئے ہندوستان کی ایک نئی تاریخ لکھوانی پڑیگی! آنہوں نے فرمایا کہ یہہ بیان غلط ہے کہ آردو کیمپ یا بازار کی زبان تھی یا یہہ کہ وہ روزانہ زندگی میں ہندو مسلمانوں کے میل ملاپ کی قدرتی پیداوار ہے۔ شری پانڈے جی نے کسی تاریخی شہادت کا حوالہ دئیے بغیر یہہ دعوے کیا کہ آردو ایک مصنوعی زبان ہے جس کو دلی کے پڑھے لکھے لوگوں کے ایک گروہ نے جنہیں شاہی سرپرستی حاصل تھی لفظوں کے سکے ڈھال ڈھال کر زبردستی رایج کرا دیا ورنہ یہہ زبان عوام کی زبان تو کبھی نہ تھی بلکہ صرف دربار اور درباریوں کی زبان تھی ...

لوگوں کو حیران کر دینے یا ناواقف لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنے کا ایک یہہ طریقہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی عجیب اور نرالی اور انوکھی بات اسطرح کہدی جائے کہ سننے والے حیران رہ جائیں! لیکن اسی کے ساتھ شری پانڈے نے چند باتیں ٹھیک ٹھیک اور ایسی بھی کہیں جو زبان کے مسئلہ کو سلجھاتی ہیں۔ آنہوں نے کہا کہ آسان آردو کی حد تک وہ کوئی تعصب نہیں رکھتے بلکہ آسے اپنی ہی زبان سمجھتے ہیں۔ جہاں تک لفظوں کے چناؤ کا تعلق ہے اون کے رہنما لفظوں کے معنی اون کی قوت و اثر اور مناسبت ہوگی۔ وہ اپنے ایسے لفظوں کو ترک کرنے پر راضی ہیں جو ترقی میں رکاوٹ پیدا کریں۔ وہ یہہ بھی چاہتے ہیں کہ فارسی، عربی اور انگریزی کے لفظوں کا سواگت کریں، اگر اون لفظوں میں ایسی خوبی ہو جس کی ضرورت ہے۔ آنہوں نے آردو سے پریم کرنے والوں سے خواہش کی کہ وہ اون کے نیک ارادوں کا جواب دیں۔ یہہ سب باتیں بہت اچھی ہیں۔ آردو کے حامیوں کو بھی اپنے دل میں کسی تعصب کو جگہ دئیے بغیر یہہ بتانا چاہئے کہ اون کی زبان نے بہت سی دوسری زبانوں سے اچھے اچھے الفاظ چن کر ہی عوامی رنگ اختیار کیا تھا اور اب بھی وہ اس قابل ہے کہ ان ہی اصولوں پر عمل کرکے وقت کی ضرورتوں کا ساتھہ دے۔ شمالی ہندوستان میں اوس کا درجہ ہمیشہ عوامی رہا ہے اور جنوبی ہندوستان کی زبانوں کے ساتھہ بھی مل جل کر وہ آگے بڑھ سکتی ہے۔

ادب اور مفلسی

آردو کے مشہور ادیب میراجی (ثناءاللہ) کے ادبی افکار کے متعلق اہل نظر کے حلقوں میں بہت کچھہ اختلاف رائے ہے لیکن یہہ تو سب مانتے ہیں کہ مرحوم نے آردو ادب کی بہت خدمت کی - یہہ ادیب و شاعر ایک زمانہ میں ادب کی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا تھا - لیکن اوس کی زندگی کے آخری دن بمبئی کے ایک خیراتی ہسپتال میں گذرے اور وہ انتہائی افلاس کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا - معاصر ,,قومی آواز" نے میراجی کی موت کے متعلق لکھا ہے کہ ,,یہہ موت آردو کے ادیبوں اور صحافیوں کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے" پھر وہ سوال کرتا ہے کہ ,,کیا ایک اچھے سماج پر یہہ فرض عاید نہیں ہوتا کہ وہ ادب اور کلچر کو ترقی دینے والوں کی ضروریات کا کفیل بنے - ہماری حکومت پر کیا یہہ فرض عاید نہیں ہوتا ہے کہ وہ ادب کی خدمت کرنے والوں کی ضروریات کی دیکھہ بھال کرے" حال ہی میں کانپور کے ایک اخبار نویس کی خودکشی کی خبر بھی اخباروں میں چھپی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ مرنے والے نے بیروزگاری اور مفلسی سے تنگ آکر خودکشی کرلی - ایسے واقعات حکومت اور قومی لیڈروں کے (جنھیں آجکل پاور پالیٹکس سے فرصت نہیں ملتی) اخلاقی اور سماجی فرض کی طرف ایک کھلا اشارہ ہیں - خدا کرے کہ ہماری حکومت کو سیاسی جماعت بندی کے ہنگامہ سے کچھہ فرصت ملے اور وہ اس قسم کے سماجی اور تہذیبی مسایل پر بھی کچھہ توجہ کرسکے -

---

بمبئی میں "یوم اکبر"

اخباروں سے معلوم ہوا کہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں بمبئی کی انجمن ترقی آردو نے بہت اونچے پیمانہ پر ,,یوم اکبر" منایا اور اس سلسلہ میں ایک مشاعرہ بھی ہوا جس میں ملک کے متعدد بلند پایہ شعرا نے شرکت کی - اس زمانہ میں ایسے جلسوں کی کامیابی سے صاف یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آردو ادب کی جگہہ عوام کے دلوں میں محفوظ ہے - ہمیں یہہ معلوم ہوا ہے کہ مشاعرے اور یوم اکبر کے جلسوں میں ہر فرقہ کے لوگ بکثرت شریک تھے - اس قسم کے جلسے بلاشبہہ ہماری زبان کی تحریک کو قوت بخشتے ہیں - ہم ,,یوم اکبر" کا انتظام کرنے والے اصحاب کو اون کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں -

---

ہلکے ہلکے اشارے

ایک مشاعرہ کی روئیداد - بمبئی کے ایک معاصر کے صفحات سے :- ,,پھر دور شعر و سخن برپا ہوا ..... اور ہم دینا و مافیہا سے بے خبر چار بجے تک داد سخن دیتے رہے - اس کے بعد ..... میز آراستہ کی گئی اور بے حد پر تکلف چاء اور لوازمات چاء نے از خود رفقہ کردیا - ناگاہ حضرت ..... کو وحشت ہوئی کہ پانچ بجے کی گاڑی سے وہ جانے والے ہیں لیکن بزم کی جانب سے ابھی تک زاد راہ موصول نہ ہوا تھا ..... یکایک سکرٹری بزم ..... آئے اور نظم ,,طوائف" پڑھنے سے پہلے ..... صاحب سے کچھہ سفر خرچ کی گفتگو کرنے لگے - حضرت ..... نے کہا، یہہ آپ کا فرض ہے کہ مہمانوں کے آمد و رفت اور آرام کا بزم کی طرف سے انتظام کریں - ورنہ بیرونی شعرا کے لانے سے آپ کا اور کیا مقصد تھا - کیا وہ اتنے دلتو ہیں کہ اپنے خرچ سے آئیں اور آپ کی بزم کا نام روشن کرکے چلے جائیں ..... آخر کار قصہ مختصر ..... سکرٹری صاحب نے آن کا کرایہ دینے کا وعدہ کیا - اور پھر نظم سنائی - غیر متوقع طور مشاعرہ میں غیر شاعرانہ باتیں بڑی اٹ پٹی معلوم ہوئیں مگر کسی نہ کسی نسبت سے شاعر کا تعلق ان باتوں سے ضرور تھا -

اس لئیے یہہ بے لطفی بھی برداشت کرلی گئی"

"مطلع" وہ خود رفتگی تھی جو بے حد پر تکلف چاہ اور اس کے "لوازمات" سے پیدا ہوئی اور "مقطع" میں کرایہ آمد و رفت کی "مخن گسترانہ بات" آپڑی!

شری گووند داس سے جو ہندی زبان کے بہت بڑے حامی ہیں اسمبلی میں کسی دوسرے ممبر نے سوال کیا کہ وہ جس زبان میں تقریر کر رہے ہیں یہہ ہندی ہے یا ہندوستانی؟

ایک دوسرے ممبر نے اعتراض کیا کہ ایوان میں صرف انگریزی یا ہندوستانی ہی میں تقریر کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی اور زبان بولی جائے تو اس کے لئے صدر کی اجازت لینی ہوگی۔

نایب صدر نے کہا کہ "جہاں تک میرا تعلق ہے میرے نزدیک تو ہندی اور ہندوستانی ایک ہی زبان ہے"

ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا سری گووند داس جی اس بات کو مانیں گے؟ انہوں نے اپنی تقریر میں لفظ "خیال" استعمال کیا ہے جو اردو کا لفظ ہے، اسلئے وہ ہندوستانی زبان بول رہے ہیں!

شری گووند داس نے ایک لمحہ سانس لیکر اپنی تقریر جاری رکھی ۔ مگر ان سوالات کا کوئی جواب نہ دیا!

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خاموشی جواب سے زیادہ معنی خیز ہوتی ہے!

کچھ دوسروں کی باتیں

کرشن چندر کی تقریر

تریچور میں ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کو کرالا کے ترقی پسند ادیبوں اور فن کاروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ کرالا کے مختلف علاقوں سے تقریباً چار سو ادیبوں، فن کاروں اور ادب و فن کے پرستاروں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ پہلے دن اردو کے مشہور افسانہ نگار کرشن چندر نے کل ہند ترقی پسند مصنفین کی جانب سے مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ "ہم سب اس لئے یہاں ہیں کہ اس نازک دور میں جب کہ انسان کی روح مستقبل کے لئے راہیں ہموار کرنے کی جد وجہد کر رہی ہے آپ کی تعمیری صلاحتیں کسی طرح متزلزل نہ ہونے پائیں۔" اپنی افتتاحی تقریر میں کرشن چندر نے موجودہ معاشی ڈھانچہ اور سیاسی حالات میں ترقی پسند مصنفین کے فرائض کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس زبردست کشمکش اور جدوجہد میں کوئی ادیب اور کوئی فن کار کسی طرح محض غیر جانب دار نہیں رہ سکتا جو ایک طرف امن، آزادی اور جمہوریت کی قوتوں اور دوسری طرف جنگ، غلامی اور عالمی اقتدار کی ہوس کے درمیان پوری شدت سے جاری ہے۔ ہم تاریخ اور نئے ہندوستان کے ساتھ ہیں۔ جو ہماری ترقی پر ایک افق سے دوسرے افق تک پھیلتا ہی چلا جارہا ہے ۔ ملہ ویون کے اجلاس میں ایک کیٹی منتخب کرلی گئی، جس میں شری اجھوتا کرپ صدر مسٹر پی کے گوپالا کرشن معتمد اور وی۔ٹی اندوشرن ترقی پسند مصنفین کے آرگن "پرو گاتھی" کے ایڈیٹر چنے گئے۔

پنڈت سندرلال جی

علیگڈھ کلب (حیدرآباد) میں ایک عصرانہ کے موقع پر پنڈت جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں ۲۲ برس سے ہندی کی خدمت کر رہا ہوں۔ جتنے کاغذ میں نے اس زبان سے سیاہ کئے ہیں شاید ہی کسی نے کئے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں ہندی ساہتیہ سمیلن کا ممبر نہیں بن سکا کیونکہ میں غلط راہ چلنے والوں کا ساتھ نہیں دے سکتا ۔ ملک میں زبان وہی چلسکتی ہے جسے سب بول اور سمجھہ سکیں ۔ ہم انگریزی کے الفاظ تو بے تکلف استعمال کرتے ہیں لیکن

اردو کے فصیح الفاظ کو بولنا گوارا نہیں کرتے۔ لسانی صوبوں کی تقسیم کے متعلق پنڈت جی نے کہا کہ میں اس کا مخالف ہوں ۔ میرے نزدیک حیدرآباد اور بمبئی دو ایسے مقامات ہیں جہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور پھر بھی وہاں فرقہ وارانہ اتحاد اور ہندوستانی کلچر کے بہترین نمونے پائے جاتے ہیں ۔ کوئی تو ایسا مقام ہمارے متحدہ کلچر کی یادگار باقی رکھا جائے جو ہمارے کلچرل اتحاد کا صحیح نمونہ پیش کرے ۔ یہہ مل جل سوسایٹی اور زبان ہماری تہذیب کا سنگم ہے ۔ فرقہ پرستوں کے مقابلہ میں اگرچہ ہمارے لئے بہت دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں لیکن ہم اون پر قابو پالیںگے ۔ میں خاص طور پر مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ چاہے انہیں تکلیف ہی ہو لیکن وہ قومی تحریک کے ساتھ ساتھ چلیں ۔ مستقبل میری نظر میں شاندار ہے " ۔

(دکن نیوز)

آل احمد صاحب سرور

۲۸ دسمبر کو بمبئی کے اردو اخبار نویسوں نے مولانا نیاز فتحپوری، پروفیسر آل احمد سرور، پروفیسر عبدالقادر سروری پروفیسر مہیش پرشاد، پروفیسر عبدالحق، اور جناب روش صدیقی کے اعزاز میں ایک پارٹی ۔ دی۔ اس موقعہ پر پروفیسر آل احمد صاحب سرور نے " اردو کے مسایل " پر تقریر کرتے ہوئے چند کام کی باتیں کہیں ۔ انہوں نے فرمایا بمبئی میں اردو کے حامیوں کو باوجود سیاسی یا کسی دوسری قسم کے اختلافات کے زبان اردو کی خدمت میں پوری طرح متحد ہونا چاہئے اور اردو زبان اور اردو ادب کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے سب کو انجمن ترقی اردو (ہند) اور اس کی شاخوں کو مضبوط بنانا چاہئے ۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ زبان کے حامیوں کو ایسی شکست خوردہ ذہنیت کو دور کرنا چاہئے اور اردو زبان کی ترقی میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے ۔

پروفیسر سرور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اب اردو زبان کو ایسا بنا دیا جائے کہ وہ زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکے ۔ اردو ٹائپ اور لیتھو ٹائپ کو اختیار کیا جائے اور زبان کی اصلاح کرکے اسے آسان بنایا جائے ۔ ہر رسم الخط میں بھی ضروری اصلاحیں کی جائیں اور تجربہ کے طور پر رومن اور ناگری رسم الخط بھی استعمال کیا جائے ۔ موصوف نے کہا کہ اب وہ زمانہ باقی نہیں کہ ہم سکڑ کر کسی قلعہ میں بیٹھہ رہیں بلکہ ہمارا کام یہہ ہے کہ زبان کو پھیلائیں اور آگے بڑھائیں ۔ اردو جاگیردارانہ تصور سے تو نکل گئی لیکن ابھی وضعداری میں گرفتار ہے ۔ لیکن وضعداری عشق میں ہوتی ہے زبان میں نہیں ۔ صوبہ جات متحدہ میں اردو کو جسطرح ختم کیا جا رہا ہے اوس کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ وہ مایوس نہیں ہیں ۔ دور اندیشی اور ہوشمندی کا تقاضہ یہہ ہے کہ آنے والے برے وقت کا پہلے ہی سے راستہ روکا جائے ۔ سرور صاحب نے اس بات پر بھی اعتراض کیا کہ اردو زبان کو محض پورانی یادگار سمجھہ کر اوس کی حفاظت کی جائے ۔ اونہوں نے کہا کہ ایسا خیال رکھنے والے اردو کے نادان دوست ہیں ۔ اردو میں لوچ اور لچک ایسی ہے کہ وہ ہر زمانہ کا ساتھہ دے سکتی ہے، اس لئے اوسے کسی جزیرہ میں بند کرکے رکھنے کی ضرورت نہیں ۔ اخبار نویسوں کو چاہئے کہ طباعت کے طریقے بدلیں اور انجمن ترقی اردو (ہند) اور اوس کی شاخوں کو مضبوط کریں ۔

پروفیسر سروری

پروفیسر سروری نے فرمایا کہ نئے زمانہ میں وہی لوگ کامیاب ہونگے جو وقت کی مصلحتوں کے مطابق عمل کریںگے ۔ باہر کے الفاظ کو اسی زبان میں داخل کیا جائے ۔ نیز اگر ناگری رسم الخط میں بھی اردو زبان لکھی جائے تو مناسب ہوگا ۔

پروفیسر مہیش پرشاد

پروفیسر مہیش پرشاد نے فرمایا کہ اردو میں فارسی اور عربی کے بھاری اور مشکل الفاظ سے کام نہ لیا جائے اور اردو کا لٹریچر دوسری ملکی زبانوں میں بھی شائع کیا جائے تاکہ اردو نہ جاننے والے بھی سمجھ سکیں کہ اردو کیا ہے ۔ موصوف نے فرمایا کہ خود انہوں نے غالب کے متعلق چار مضامین ہندی میں لکھے جن کو ہندی جاننے والوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا ۔

ڈاکٹر عبدالحق

ڈاکٹر عبدالحق (مدراس) نے فرمایا کہ حوادث اور صدمے انسانوں کی طرح زبانوں کے حصہ میں بھی آتے ہیں اون سے گھبرانا نہ چاہئے۔ اردو کے پاس اب اتنا سرمایہ ہے کہ وہ مٹ نہیں سکتی ۔ اوس کی ساخت ایسی ہے کہ جو اوسے ایک بار لکھ پڑھ لیتا ہے وہ پھر اوسے ترک نہیں کرتا ۔ ابھی تک دہلی اور لکھنؤ اردو کے مرکز سمجھے جاتے تھے مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند میں اس زبان کا مرکز قایم ہوگا ۔ یہاں اوس کی ترقی کے لئے بہتر فضا موجود ہے ۔ برخلاف اردو کے جو زبانیں غیر الفاظ کو اپنے اندر سے خارج کرنے کی کوشش کرتی ہیں وہ خود بھی ختم ہو جاتی ہیں ۔

انجمن کی خبریں

گورکھپور

اردو زبان مٹ نہیں سکتی ۔ اس کا فطری لوچ اس کو ہمیشہ باقی رکھے گا' اس زبان کا ناتا عوام سے ہے' اور جس زبان کا واسطہ عوام سے ہوتا ہے وہ کبھی نہیں مٹتی ۔

غالب کی زبان زندہ ہے اور گجرات میں بولی اور سمجھی جاتی ہے ۔ میرے اس دعوے کی دلیل غالب کا وہ دیوان ہے جو گجراتی رسم خط میں شائع ہوا ہے ۔ ہر وہ گجراتی اسے اپنے پاس رکھتا ہے جس کو تھوڑا سا بھی شعر و ادب کا ذوق ہے ۔

فضل الرحمان شمالی ۔ بی۔اے گورکھپوری

ہماری زبان کے اجرا کا اعلان اخباروں میں پڑھکر اردو کے مستقبل کی طرف سے جو مایوسی تھی ' جاتی رہی ۔ "ہماری زبان" کی اشاعت کو واجبات میں سمجھتا ہوں ۔

اس وقت اردو سے غافل افراد بھی ہوشیار ہوگئے ہیں اور زبان کی ترقی اور اس کی خدمت کے لئے بے چین نظر آرہے ہیں ۔

نیاز احمد ۔ مالک پرنسپل بوٹ ہاؤس
اردو بازار ۔ گورکھپور

کراچی

آج اخبار "صدق" سے یہہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی کہ ہماری زبان کا اجرا ہورہا ہے چند کاپیاں زاید بھیج دیجئے تو میں اپنے حلقہ میں خریدار بنانے کی کوشش کرونگا ۔

ضیاء الدین احمد برنی
کراچی

مونگیر

انجمن کے دوبارہ بروئے کار آجانے اور "ہماری زبان" کے دوبارہ اجرا کی اطلاع سے نہایت شادمانی ہوئی اس ادارہ اور اس پرچہ کی خدمت اپنا فرض سمجھتا رہا ہوں اور انشاءاللہ سمجھتا رہوں گا ۔

رشید احمد مولائی ۔ بی ۔ اے (علیگ)
متولی وقف اسٹیٹ مولانگر ۔ مونگیر

ناگپور

انجمن ترقی اردو کی تجدید پر بے حد خوشی ہوئی ۔ اس وقت ملک کو انجمن ترقی اردو کی سخت ضرورت تھی ۔ اب حامیان اردو کو سر جوڑکر بیٹھ جانا چاہئے اور طے کرنا چاہئے کہ اردو کا تحفظ ہم کس طرح کرسکتے ہیں ۔ "انجمن ادب ہند" پچھلے دو تین سال سے اپنے امکان بھر سی ۔ پی میں اردو کا کام کر رہی ہے ۔

فیض انصاری
نائب صدر انجمن (ہند)
ناگپور ۔ سی پی

"سرکاری" زبان

ہندوستان کے دستور کی حسب ذیل دفعات وہ ہیں جس میں "سرکاری" زبان کا تعین کیا گیا ہے:-

(۳۴۳) (۱) یونین کی "سرکاری" زبان دیوناگری خط میں ہندی ہوگی۔ اعداد کی جو صورت سرکاری اغراض کے لئے استعمال کی جائیگی وہ ہندوستانی اعداد کی بین الاقوامی صورت ہوگی۔

(۲) قطع نظر فقرہ (۱) کے اس دستور کے آغاز سے ۱۵ سال تک انگریزی زبان کا استعمال یونین کی تمام اُن سرکاری اغراض کے لئے جاری رہیگا جن کے لئے یہہ زبان ئے دستور کے آغاز سے پہلے استعمال ہوتی رہی ہے۔

بشرطیکہ صدر مذکورہ زمانہ کے دوران میں اپنے حکم کے ذریعہ سے انگریزی زبان کے علاوہ بھی ہندی زبان اور دیوناگری کے اعداد کو یونین کی کسی بھی سرکاری غرض کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دیدے۔

(۳) قطع نظر اس دفعہ کے پارلیمنٹ کو اختیار ہوگا کہ مذکورہ ۱۵ سال کے زمانہ کے بعد بذریعہ قانون

(الف) انگریزی زبان یا

(ب) دیوناگری اعداد

کے استعمال کی ایسے اغراض کے لئے جن کی صراحت قانون میں کی جائے اجازت دیدے۔

(۳۴۴) (۱) اس دستور کے آغاز سے پانچ برس گذرنے کے بعد اور پھر دس برس گذرنے کے بعد صدر اپنے حکم سے ایک کمیشن مقرر کرے گا جس کا ایک چیرمین ہوگا اور اراکین مندرجہ فہرست زبانوں کے ایسے نمایندے ہوں گے جن کو صدر مقرر کریگا۔ صدر کے حکم میں کمیشن کے طریقہ کار کی صراحت ہوگی۔

(۲) کمیشن کا فرض ہوگا کہ وہ صدر سے حسب ذیل اُمور کے متعلق سفارش کرے:-

(الف) یونین کی سرکاری اغراض کے لئے ہندی کا تدریجی استعمال۔

(ب) کسی یا تمام سرکاری اغراض کے لئے انگریزی زبان کے استعمال کی تحدید۔

(ج) دفعہ ۳۴۸ میں مذکورہ اغراض میں سے سب یا کسی غرض کے لئے جو زبان استعمال کی جائے اُس کا تعین۔

(د) اعداد کی نوعیت جو یونین کے تمام یا بعض مقررہ اغراض کے لئے استعمال کئے جائیں۔

(ہ) یونین کی سرکاری زبان کے متعلق اور نیز یونین اور کسی ریاست یا ایک ریاست اور دوسری ریاست کے درمیان استعمال کرنے کے لئے زبان کا کوئی اور مسئلہ جسے صدر نے کمیشن کی سپرد کیا ہو۔

(۳) فقرہ (۲) کے تحت اپنی سفارش پیش کرتے ہوئے کمیشن ہندوستان کی صنعتی تہذیبی اور سائنسی ترقی کا نیز پبلک سروس کے متعلق اُن لوگوں کے صحیح مطالبات اور مفادات کا لحاظ رکھیگا جو ایسے رقبوں میں آباد ہیں جہاں ہندی نہیں بولی جاتی۔

(۴) ایک کمیٹی بنائی جائیگی جس کے ۳۰ ممبر ہونگے جن میں ۲۰ ممبر عوامی ایوان کے اور ۱۰ کونسل آف اسٹیٹ کے رکن ہونگے۔ ان کا چناؤ عوامی ایوان اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبران مناسب نمایندگی کے طریقہ اور انتقال پذیر ووٹ کے ذریعہ سے کرینگے۔

(۵) کمیٹی کا یہہ فرض ہوگا کہ اس کمیشن کی سفارشوں پر غور کرے جو فقرہ (۱) کے تحت مقرر کیا جائیگا اور اپنی رائے صدر کے سامنے پیش کرے۔

(۶) قطع نظر دفعہ ۳۴۳ کے رپورٹ مذکورہ فقرہ (۵) پر غور کرنے کے بعد یونین کا صدر اُس رپورٹ کے کل یا کسی جزو کے متعلق اپنی ہدایات جاری کریگا۔ (باقی آیندہ)

ہندی ساہتیہ سمیلن کا جلسہ

لکھنؤ کا اخبار نیشنل ہیرلڈ ہندی ساہتیہ سمیلن کے سالانہ جلسہ کی کارروائی پر اس طرح اپنی رائے ظاہر کرتا ہے:۔

,,سرکاری زبان کی حیثیت سے ہندی کے متعلق صحیح بات سی۔پی۔کے وزیر اعظم مسٹر شکلا نے سمیلن کا افتتاح کرتے ہوئے کہی اور غلط بات وہ تھی جو جلسہ کے صدر مسٹر پانڈے نے کہی۔ باوجودیکہ مسٹر شکلا نے ,,سرکاری زبان" اور قومی زبان کے فرق کا لحاظ نہ رکھا لیکن یہہ بات اونہوں نے ٹھیک کہی کہ کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے فیصلہ پر اعتراض کرنے کا اب وقت نہیں ہے۔ اس فیصلہ کو تو اب اہل ملک کا فیصلہ سمجھنا چاہئے۔ ہندی کے لئے اب کسی جماعت بندی کی ضرورت نہیں؛ لیکن ساہتیہ سمیلن کے اکثر ممبر جنبہ داری کے ساتھہ بات چیت کرکے ایک اچھے مقصد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ہندی کے پریمیوں کے لئے صحیح طریقہ یہہ ہے کہ وہ اس ۱۰ سال کے زمانہ کو جو اسمبلی کے رزولیوشن میں مقرر کیا گیا ہے اپنے خیالات کا جایزہ لینے اور اپنے دلوں کو ٹٹولنے میں صرف کریں اور اون شدید ذمہ داریوں کو محسوس کریں جو اون پر عاید ہوتی ہیں۔ اگر سرکاری زبان کی حیثیت سے اون لوگوں کی مدد کے بغیر جو ہندی نہیں جانتے۔ ہندی کا قایم ہونا ممکن نہیں تو سمجھہ لینا چاہئے جیسا کہ مسٹر شکلا نے کہا کہ ہندی اب اپنے محدود دایرہ میں نہیں رہ سکتی اور یہہ کہ اوسے اپنی سرحدیں پھیلانی پڑینگی، زیادہ وسیع میدان میں آنا پڑیگا اور اون لوگوں کی پسند اور ناپسند، ضروریات اور مشکلات کا لحاظ کرنا ہوگا جو ہندی زبان نہیں بولتے۔ اگر سرکاری زبان کے متعلق ہندوستان کے دستور کی تمام دفعات کو غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ ابھی اس سفر کی بہت سی منزلیں (ہندی زبان کو) طے کرنی ہیں تاکہ ہندی سرکاری زبان بن سکے ……………

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندی زبان کو معیاری زبان بنانے کے متعلق سمیلن قدامت پرستی کے طریقوں پر بہت زور دیتا ہے، ہندوستان کی اکثر زبانوں کی بنیاد سنسکرت کو قرار دینے پر بہت زیادہ قسمیں کھائی جاتی ہیں اور اب تک دستور اور سرکاری دستاویزوں، قانون کے مسودوں اور اصلاحات کا ترجمہ کرنے کی جو کوشش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی کو دوسری زبانوں کے قریب لانے بغیر نتیجہ یہہ ہو رہا ہے کہ ہندی عوام اس زبان سے دور جا رہے ہیں جسے عام اصلاح میں ,,ہندوستانی" کے نام سے برا بھلا کہا جاتا ہے۔مسٹر شکلا بھی اس طرف داری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ وہ یہہ تو مانتے ہیں کہ سائنس اور ادب کے الفاظ آیندہ زمانہ میں تمام ملک کے لئے یکساں ہونے چاہئیں اور یہہ بھی مانتے ہیں کہ ہندی کی گرامر اور تلفظ میں تغیر کرنا ضروری ہوگا مگر انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جو کچھہ غیر زبانوں سے حاصل ہوا ہے اسے باقی رکھا جائے۔ سمیلن کے صدر نے تو اس تعصب کو اور آگے بڑھایا ہے۔ وہ اردو اور ہندوستانی پر لعنت بھیج کر کہتے ہیں کہ دوسری زبان کے الفاظ اپنے اندر لینے میں ہندی زبان صرف الفاظ کی خوبی، معنی، قوت اور مناسبت کا لحاظ کریگی۔ اگر ان باتوں کو عام رسم و رواج سے نہ جانچا جائیگا اور صرف ایک خاص قسم کی ,,شدھتا" ہی سے جانچا جائیگا تو جو شدھی اس طرح کی جائیگی وہ ہندی کا گلا گھونٹیگی اور اسے جدید علوم کے لئے ایک ناقص وسیلہ بنادیگی……

الہ آباد یونیورسٹی کے ڈاکٹر راجن نے اپنے ایڈریس میں اصلاحات کے متعلق زیادہ فراخ دلی کے طریقہ کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عام الفاظ مثلاً پنسل، میجر، سیمنٹ، راشن، الومینم وغیرہ ہندی میں جذب کرلیے جائیں۔ اس کے خلاف ایک مصنوعی رجحان یہہ پیدا کیا گیا ہے کہ عام رسم و رواج کو ترک کرکے سنسکرت کی طرف پیچھے ہٹنا چاہئے۔ اگر یہہ تحریک ایسے لوگوں سے وابستہ نہ ہوتی جیسے کہ مسٹر ٹنڈن ہیں جنہوں نے ہندو کلچر کے خیالات سے اپنے کو نمایاں کرلیا ہے تو شاید یہہ کچھہ زیادہ اندیشہ ناک تحریک نہ سمجھی جاتی۔ لیکن اس مسئلہ کو مجموعی طور پر دیکھتے ہوئے ہندی زبان کی ترقی کو ہندو قوم کے اعلی اقتدار کے سوال میں نہیں الجھانا چاہئے۔"

کچھ دوسروں کی باتیں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

پنڈت کشن پرشاد کول ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی۔ لکھنو

سوال ہمارے سامنے اب یہہ ہے کہ ہم کو اردو کے تحفظ اور ترقی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں ضروری ذہن نشین کرنی ہیں۔ اول تو یہہ کہ حکومت کا سہارا زبان کی ترقی میں ایک حد تک کارگر ہوتا ہے مگر زبانیں بنتی اور بگڑتی ہیں ان کے بولنے والوں اور چاہنے والوں کی حمایت یا غفلت سے۔ یہہ زبان پنجاب سے لیکر بہار تک ہمارے شہروں قصبوں اور ہاٹ بازاروں میں بولی جاتی ہے اور ایک حد تک تقریباً سارے ملک میں سمجھی جاتی ہے اور یو۔پی کی سرکاری سنسکرت آمیز ہندی کی طاقت سے مٹ نہیں سکتی۔ البتہ اگر ہم ہی اس کی طرف سے غافل اور لاپروا ہوجائیں تو بات دوسری ہے۔ دوسری بات جو بیحد دھیان میں جانے کی ہے یہہ ہے کہ رفتار و انقلاب زمانہ کے ساتھہ زبانیں نسل به نسل کچھہ نہ کچھہ بدلتی رہتی ہیں۔ اگر وہ جامد و ساکت ہیں تو بے جان پڑی رہیں گی۔ ان کا سکہ چلنے کا نہیں۔

(قومی آواز)

مولوی پنڈت مہیش پرشاد صاحب۔ ہندو یونیورسٹی

بہت سے خواہ تھوڑے لوگوں کی رائے کچھہ ہو لیکن میں تو یہہ سمجھے بیٹھا ہوں کہ اردو کی بنیاد کچھہ کم زور نہیں اور اس کو کچھہ کم اہمیت نصیب نہیں۔ تاہم سیاسی فضا سے جو ہماری حالت ہے اس سے اردو کو نقصان ضرور پہونچے گا۔ اس احساس کی وجہ سے تمام اردو دنیا میں ایک زبردست ہل چل پیدا ہوگئی ہے۔ ایسا ہونا ایک فطری امر بھی ہے۔ حیدرآباد دکن اردو کے لئے عرصہ دراز سے ایک اچھا ملجا و ماوی رہا ہے۔ لیکن وہاں بھی اس کے لئے حسرت اور یاس کا عالم برپا ہوگیا ہے۔ اس قسم کے حالات میں ارباب اردو و بہی خواہان اردو کے حلقوں میں جس قدر بے چینی ہو وہ بلاشبہ کم ہے۔ پھر بھی ہمیں شور و غل کے ساتھہ نہیں بلکہ خاموش۔ صبر اور استقلال کے ساتھہ اردو کے لئے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنا چاہئے۔ اسی میں کامیابی کا راز سربستہ ہے۔

(الجمعیت)

کنھیا لال کپور

تم پوچھتے ہو کہ اردو زبان کا مستقبل تاریک ہے یا درخشندہ؟ نہایت احمقانہ سوال ہے۔ اردو زبان کا مستقبل تاریک کیوں ہونے لگا؟ اردو نے حضرت خضر کی طرح آب حیات پیا ہے۔ کیا ایسی زبان کبھی مر سکتی ہے۔ اردو عوام کی زبان ہے اس کا مٹ جانا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ عوام کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا۔ تم کہتے ہو کہ ہندوستان میں اردو کی قدر نہیں ہوگی۔ یہہ تمہارا وہم ہے یہہ تو ممکن ہے کہ اردو کا نام ہندوستان میں "ہندی" رکھدیا جائے لیکن یہہ ممکن نہیں کہ لوگ اردو کے بجائے ہندی بولنا شروع کردیں۔ اردو ایک زندہ زبان ہے اور اس میں اتنی تازگی اور رعنائی ہے کہ وہ ہر رقیب کو پچھاڑ سکتی ہے۔ اس کا یہہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے اب تک ہر رقیب کو چاروں شانے چت نہیں گرایا۔ یہہ نہ ہوتی تو اس کا وجود کبھی کا ختم ہوگیا ہوتا۔ اگر ہندی زبان کے کروروں حامیوں کے باوجود اردو پھولتی اور پھلتی رہی ہے تو اس کا سبب اسکی برتری ہے۔ اردو نہ مسلمانوں کی زبان ہے نہ ہندؤں کی یہہ "رندان مے پرست" کی زبان ہے اور جب تک دنیا میں ایک بھی رند زندہ باقی ہے اردو کے جام پیئے پلائے اور لنڈھائے رہینگے۔

(قومی آواز)

اپنے دیس کی خبریں

حیدر آباد ۔ ۲۶ جنوری سے حیدر آباد کی ہائی کورٹ اور ماتحت عدالتیں اپنا کام بجائے اُردو کے انگریزی میں کرینگی ۔ ممکن ہے کہ مرکزی حکومت کی اجازت سے چند روز اور عدالتی کاموں کا کوئی حصہ اُردو میں ہوتا رہے۔

مدراس ۔ ڈاکٹر راجند پرشاد نے کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندی کے لغات میں بہت کچھ تغیر ہونے والا ہے ۔ اورینٹل لٹریچر کانفرنس میں اُنہوں نے کہا کہ ہندی کو ایسے سانچے میں ڈھالنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں کی زبان ہندی نہیں ہے وہ بھی آسے اختیار کرسکیں۔ اگر ہندی کو سرکاری زبان بنانا ہے تو اُس کی لغت ایسی نہیں ہوسکتی جو دوسری زبانوں کی لغت سے بالکل جدا رہے۔

ہندوستانی پرچارنی سبھا نے اب فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی شاخیں جنوبی ہندوستان میں بھی قائم کریگی ۔ دکھنی بھارت ہندوستانی پرچارنی سبھا کے سکریٹری شری ستیا نراین ہیں۔ وہ اُمید کرتے ہیں کہ دکھن کے باشندے مہاتما گاندھی کے اس تعمیری پروگرام میں بڑے شوق سے حصہ لینگے۔

کانپور میں بمقام شریف منزل ۷ جنوری کو ایک آل انڈیا مشاعرہ منعقد ہوا جس میں بعض نامور شعرا نے شرکت کی۔

یکم جنوری کو اُردو مجلس حیدرآباد کا ایک جلسہ نواب اعظم جنگ کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ پنڈت سندر لال جی نے بھی تقریر کی اور مولوی غلام یزدانی صاحب نے اُردو کے مستقبل کے متعلق ایک دلچسپ مقالہ پڑھا۔

ناگپور ۔ زبان ہندی کی معیار بندی کی تدابیر سوچنے کے لئے تین دن تک جو کانفرنس ناگپور میں ہوئی اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندی کے معیاری اور مستند الفاظ تیار کرنے کے لئے ایک کل ہند بورڈ بنایا جائے جس میں تمام بڑے بڑے صوبوں ریاستوں اور زبانوں کے نمائندے شامل کئے جائیں ۔ ہندی جیسے قواعد اور رسم خط کے معیاری بنانے کے لئے بھی تین کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں جو ۶ ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرینگی ۔ اس کانفرنس کے صدر شری راوی شنکر شکلا' وزیر اعظم سی ۔ پی ۔ تھے ۔

"اردو"، اور "ہندوستانی"، کے ادارے

تمام ملک میں جتنے ایسے ادارے اور انجمنیں اور کتب خانے زبان کی خدمت کر رہے ہیں اُن سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنا پورا پتہ اور اپنے عہدہ داروں کی فہرست ہمیں بھیج دیں تاکہ "ہماری زبان" اُن کے نام جاری کیا جاسکے اور مرکزی انجمن اُن سے ربط پیدا کرسکے۔

سکریٹری ۔ انجمن ترقی اُردو (ہند)
علی گڈھ

ایجنٹوں کی ضرورت

اخبار "ہماری زبان" فروخت کرنے کے لئے تمام ہندوستان کے بڑے بڑے مقامات اور اضلاع میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے ۔ مینجر ۔ "ہماری زبان"۔ علی گڈھ سے رجوع کیجئے۔

اہلِ قلم توجہ کریں

جدید ادب کے لکھنے والوں کے اچھے مسودوں کا معقول معاوضہ انجمن دیگی بشرطیکہ ایسے علمی ادبی اور سماجی مسایل پر عام فہم اور آسان زبان میں لکھا جائے" جسکا سمجھنا ملک کے موجودہ حالات میں عوام کے لئے مفید ہو۔ ٹھوس اور خشک عالمانہ بحثوں کو خشک اور ٹھوس علماہی پر چھوڑ دینا چاہئے ۔ ہمیں زندگی کی نئی قدروں کا جایزہ لینا ہے۔

Socialist Leader ka Khiyal.

Bombaee : Anjuman Islam High School ke hall men bazme Mushaera ke mauqai pet Socialist leader Jai Perkash Narain ne kaha kih Congress ke faislon ke mutabiq Hindustani hee ko kaumi zaban hona chahiay. Yeh voh zaban hai jisay Shimali Hindustan ke auwam bolte aur samajhte hain .... Agar socialist party iqtadar men aaee to yeh faisla badla jaaiga. Aisa hum Mussulmanone ke liay naheen karaingay bulke aisa hamain is liay kerna hoga ke yeh faisla Congress ka hai aur hum bhee yahee faisla ker chukey hain.

باہتمام سید اعجاز علی (علیگ) منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اُردو علیگڈھ سے شائع کیا ۔